درسِ حدیث

افاداتِ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی
ضبط: مولانا ذاکر حسن حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کے احادیث کی روشنی میں

ماہنامہ الحق کے قارئین جو دعوات عبدیت حق اور صحبتے با اہل حق کے عنوان سے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کے سادہ مگر دلنشین اور مؤثر مواعظ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے سحر انگیز قلم سے اُن کے معیاری ادارتی تحریروں کے عادی ہیں کی ہمیشہ سے یہ خواہش اور اصرار رہا ہے کہ حضرت شیخؒ کی رحلت اور حضرت مولانا سمیع الحق کی مصروفیت کے پیش نظر اگر اُن کے قلم سے ادارتی تحریریں نہ بھی ہوسکیں تب بھی کسی نہ کسی صورت میں اُن کے مواعظ، خطاب جمعہ یا درسی افادات کا سلسلہ الحق میں بدستور جاری رہنا چاہیے لہذا احباب کے مخلصانہ اصرار کے پیش نظر اسی شمارہ سے باقاعدگی سے حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے درسِ افادات اور خطابات جمعہ کو باقاعدہ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کرنے اور قارئین تک پہنچانے کا اہتمام سے التزام کیا جارہا ہے۔

پیشِ نظر تقریر ان کے ترمذی کے کتاب الاطعمہ کا درس ہے جسے برادرم مولانا ذاکر حسن نعمانی کے ذریعہ کیسٹ سے من وعن نقل کرکے نذر قارئین کیا جارہا ہے اگر ضبط واشاعت کا یہ سلسلہ اسی طرح قائم رہا تو بعد میں اسے کتابی شکل میں شائع کیا جاسکتا ہے (ر ع ق ح)

ابواب الاطعمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب ماجاء علی ما کان یاکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا محمد بن بشار ثنا معاذ بن ہشام ثنی ابی عن یونس عن قتادۃ عن انس قال ما اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان ولا سکرجۃ ولا خبزلہ مرقق فقلت لقتادۃ فعلی ما کانوا یاکلون قال علی ہذہ السفر ہذا حدیث حسن غریب قال محمد بن بشار یونس ہذا ہو یونس

الاسکاف وقد روی عبد الوارث عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن انس نحوہ

ابواب کھانے کے بیان میں جو حضورؐ سے مروی ہیں۔

(باب) کس چیز پر نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھانا کھاتے تھے، حدیث! بیان کی ہم سے محمدؐ بن بشارؒ نے کہا ہمیں سنائی۔ معاذ بن ہشام نے کہا مجھے میرے باپ نے بیان کی۔ یونس سےؒ اس نے قتادہ سےؒ اس نے انس سے، انہوں نے فرمایا کہ نبیؐ نے نہ خوان (خوانچہ) پر کھانا کھایا اور نہ چھوٹے برتنوں میں اور نہ آپؐ کے لیئے چپاتی پکائی گئی۔ پس میں نے قتادہ سے کہا پھر آپؐ کس چیز پر کھاتے تھے، اس نے کہا ان دسترخوانوں پر یہ حدیث غریب ہے۔ محمدؐ بن بشارؒ نے کہا یہ یونس، یونس الاسکاف ہے اور عبدالوارث نے روایت کی ہے، سعید بن ابی عروبہ سے، اس نے قتادہ سے، اس نے اس کے مثل انس سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید یہ امام ترمذی کی کتاب جامع السنن کی دوسری جلد ہے۔ کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں تفصیلی مباحث آپ نے جلد اول کے شروع میں سن لیے ہیں اس جلد میں دوبارہ تکرار کی ضرورت نہیں۔ ہاں ساتھ ساتھ ضروری مباحث ان شاء اللہ عرض کرتا رہوں گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ جلد دوم کا آغاز اطعمۃ سے فرماتے ہیں۔

کھانے پینے کے متعلق جتنی روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں مثلاً اقوال۔ افعال یا تقریرات وغیرہ ان کو ابواب الاطعمۃ میں جمع کیا ہے۔ جلد ثانی میں اور بھی اہم مباحث ہیں عقائد جیسی اہم بحث اسی جلد میں ہے عبادات سے متعلق گفتگو بھی ہے۔ یہاں تک کہ ابواب التفسیر جیسے اہم ابواب بھی کتاب التفسیر کی شکل میں اسی جلد میں ہیں۔

ابواب الاطعمۃ سے آغاز کیوں؟ تو فطری طور پر سوال ذہن میں آتا ہے کہ اس جلد میں اتنے اہم مباحث کے ہوتے ہوئے اس کا آغاز ابواب الاطعمۃ سے کیوں فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جلد کے اندر جتنے اہم مباحث ہیں ان کا تعلق تشریعیات سے ہے۔ عبادات اور تفسیر ایسی چیزیں ہیں کہ خود عقل ان کی تشریح نہیں کر سکتی۔ لازماً شریعت ہی ان امور میں ہماری راہنمائی کرے گی۔ لیکن شریعت اتنا جامع نظام ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں کوئی تفریق روا نہیں رکھتی تشریعی اور غیر تشریعی تمام امور کا استقصاء واحاطہ کرتی ہے۔

فطرت کھانا پینا فطری امور میں سے ہے فطری امر وہ ہوتا ہے جس میں تعلیم وتعلم کی ضرورت نہ ہو۔

انسان پیدائشی طور پر کھانے پینے کا محتاج ہے ۔ کوئی نبی یا فلسفی اس کی تعلیم کسی کو دے یا نہ دے۔ ہر حیوان کو جب اللہ پیدا کرتا ہے تو اس کی فطرت میں ڈال دیتا ہے کہ تیری بقاء کے لیے کھانے پینے کی ضرورت ہے۔ کسی کالج اور یونیورسٹی میں کوئی حیوان اس کے بارے میں تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو کس نے سمجھایا؟ اللہ نے اس کی فطرت ہی میں یہ بات ڈال دی۔ فطرۃ التی فطر الناس علیھا۔ فطرت اس کو کہتے ہیں جس میں تعلیم و تعلم کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے حدیث میں ہے عشر من الفطرۃ۔ حضورؐ ان فطری امور کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ سر کے بالوں کا کٹوانا یا منڈانا، بغلیں صاف کرنا ناخن کاٹنا صاف کپڑے پہننا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فطری امور میں داخل ہیں۔ حیوانات کو بھی گندگی لگتی ہے تو اس کو صاف کرتے ہیں۔

تعلیم فطرت کا ایک نمونہ

امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو کیوں کر پہچانا۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک بند قلعہ میں ایک جاندار شیئی دیکھی۔ وہ قلعہ سونے اور چاندی کے خول کے ساتھ ہر طرف سے ایسا بند تھا کہ اس شیئی کے ساتھ ٹیلیفون یا کسی اور ذریعہ سے رابطہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا، وہ حیوان اس قلعہ سے جونہی نکلا تو دیگر جاندار اشیاء کی طرح حرکات و سکنات شروع کر دیئے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معمہ ہے فرمایا کوئی معمہ نہیں یہ انڈا ہے۔ اس سے بچہ (چوزا) نکلتا ہے انڈا کو اُبال کر دیکھیں تو زردی اور سفیدی دونوں جدا جدا ہوں گے۔ سب سے اوپر انڈے کا سخت خول اس کے نیچے باریک سفید جھلی پھر سفیدی پھر زردی۔ کئی بند قلعوں (خولوں) کے اندر اللہ بچہ پیدا کرتا ہے۔ چوزا نکلتے ہی دانہ چگنے لگتا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں پہچان گیا کہ یہ کہیں سے تعلیم حاصل کر کے نہیں آیا بلکہ یہ کسی بھی درس گاہ کے بس کی بات نہ تھی کہ اس چوزے کو دانہ چگنے کی تعلیم دیتی۔ یہ اس کی فطرت میں داخل تھا۔ خلق کل شیئ ء فھدی ۔

مرافقِ حیات

قرآن مجید میں ہے اللہ جس شیئی کو پیدا فرماتے ہیں تو مرافق حیات (جن امور کو اختیار کر کے اس شیئی کو زندگی بسر کرنا آسان ہو جائے) عطا کر دیتے ہیں کہ تیری زندگی ان امور پر موقوف ہے۔

ہر حیوان کے پیدائش کے بعد کھانے پینے کے مختلف طریقے ہیں۔ ان کی مائیں ان کا بندوبست کرتی ہیں یہ سب فطری امور ہیں جن میں تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو امام ترمذی اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ بیشک کھانا پینا فطری امور میں سے ہے لیکن اسلام اتنا جامع مذہب ہے کہ انسان کو کسی بھی موڑ پر بے لگام نہیں رکھنا چاہتا۔ فطری امور میں بھی انسان کو تعلیم دینا چاہتا ہے۔ آزاد نہیں چھوڑتا۔ فطرت نہیں چھڑواتا، فطرت اپنی جگہ

پر رہے لیکن اس میں راہنمائی کرتا ہے۔ اگر ان فطری امور میں اسلام ہماری راہنمائی نہ فرماتا تو مادہ پرست قوموں اور ہمارے مابین کسی قسم کا فرق نہ ہوتا۔

اکل وشرب کے نظام کی اہمیت

اگر معترض کہے کہ ابواب الاطعمۃ غیر اہم بحث ہے کیوں ابواب التفسیر اور عبادت سے متعلق ابواب پر مقدم کیا۔ امام ترمذی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سب سے اہم بحث یہی ہے۔ تمام خرابیوں کی جڑ یہی اکل وشرب ہے اگر کھانے پینے کے اس نظام کو درست نہ کیا تو اس کے اثرات عقائد اور عبادات پر پڑیں گے۔ ان کی تباہی کا ذریعہ بنیں گے تمام مادہ پرست قومیں اسی لیے تباہ ہوئیں کہ اُن کے ہاں اس اکل وشرب میں آزادی ہے کیونکہ وہ اس کو فطری معاملہ سمجھتے ہیں حالانکہ مدار تمام اعمال کا اسی کھانے پینے پر تھا لہٰذا ان کی فطرت مسخ ہو گئی کسی مذہب نے اُن کی اس سلسلہ میں راہنمائی نہیں کی کمیونزم، سوشلزم ہو یا کیپیٹلزم سب میں یہ مالی بحران اکل وشرب میں بے اعتدالیوں کی وجہ سے ہے۔ اقتصادی تباہیوں کی وجہ یہی ہے۔ حلال وحرام کی تمیز نہیں۔ لیکن اسلام ہمارے تمام امور میں دخل اندازی کرتا ہے۔ کتنی خوراک کھائی جائے کن حدود کے تحت ہو کس طریقہ سے کھائی جائے۔ کماً اور کیفاً شریعت اس کی تعین کرتی ہے کونسی خوراک حلال ہے کون سی حرام۔ دیگر مذاہب میں حلال وحرام کا فلسفہ سرے سے ہی نہیں۔ لیکن قرآن وحدیث ہمیں بتاتا ہے کچھ اشیاء حلال کچھ حرام ہیں۔ بعض مکروہ اور بعض مشتبہات کے قبیل سے ہیں۔

فلسفۂ حلال وحرام

اسلام نے انسان کو بے لگام نہیں چھوڑا کہ بکری بھی کھائے اور خنزیر بھی دودھ بھی پیئے اور شراب بھی نوٹوں کی ایک قسم کی طباعت ہے مگر کمائے ہوئے نوٹوں میں بھی کچھ حصہ حرام اور دوسرا حلال ہے۔ حرام اس لیے کہ سود کی رقم ہوگی یا چوری کی ڈاکہ وغیرہ کی بکریاں حلال ہیں ایک آدمی بکری ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہے تو بکری حلال ہے لیکن دوسرا آدمی ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا بلکہ لات ومنات یا کسی بزرگ کا نام لیتا ہے تو ما اھل بہ لغیر اللہ میں یہ حلال جانور داخل ہو جائے گا تو ایک بکری حلال ہوگئی دوسری حرام حالانکہ بظاہر دونوں بکریاں ایک جیسی ہیں ایک ہی گوشت ہے تو یہ راہنمائی شریعت ہی کرتی ہے کوئی فلسفہ اور عقل ان دونوں بکریوں میں تمیز اور فرق نہیں کر سکتی۔ کسی بھی لیبارٹری میں ان دونوں بکریوں کے گوشت کا معائنہ کیا جائے تو دونوں کا گوشت ایک ہی طرح کا ہوگا۔ لیبارٹری سے حلال وحرام کی رپورٹ نہیں ملے گی۔

بیرون ملک کھانوں میں حزم واحتیاط کی ضرورت

اب مثلاً خنزیر کا گوشت ہے دیکھنے میں بڑا اعلیٰ معلوم ہوتا ہے۔ مرغ کے گوشت

سے بھی اچھا اور بڑھیا لگتا ہے۔

ہم نے کولمبو میں ایک کانفرنس میں شرکت کی ایک بڑے عالم اور مفتی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ وہاں تو پاک پلید کی تمیز نہیں ہوتی ہر قسم کے کھانے موجود ہوتے ہیں۔ پاک اور پلید کو دلائل سے آپ نہیں سمجھا سکتے لوگ آپ کو پاگل سمجھیں گے۔ ہم ہر چیز کو غور کے ساتھ دیکھتے ہیں تاکہ حرام سے بچ جائیں۔ بعض کھانوں کے ساتھ نام لکھے ہوتے ہیں اس لیے خوب چھان بین کرتے ہیں۔ تو اس عالم نے مجھ سے کہا کہ میں تو اور کچھ نہیں جانتا بس صرف یہ سفید قسم کا گوشت جو ہے یہی کھاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ تو اب تک خنزیر کھاتے رہے۔ وہ بے چارہ بڑا پریشان ہوا۔

چین کے بازاروں میں بھی یہ سب گندی اور حرام چیزیں بکتی ہیں۔ جس طرح ہمارے ہاں بازاروں میں مرغے بٹیر اور بکریاں وغیرہ بکتی ہیں اس طرح اُن کے بازاروں میں سانپ اور اژدھے بکتے ہیں۔ بلکہ سانپوں کی الگ مارکیٹ ہوتی ہے وہاں جا کر اپنی پسند کا اژدھا خریدتے ہیں۔ جس طرح ہم ایک مرغی پسند کر کے خریدتے ہیں۔ سانپ کو مچھلی کی طرح صاف کر کے اس کی بوٹیاں بنائی جاتی ہیں اسی لیے کہ اُن کے مذہب میں حلال و حرام کو سمجھنے کا کوئی تصور اور فلسفہ نہیں نہ کوئی ایسی تشریح ہے کہ حلال و حرام متعین ہو جائے۔ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ الحلال بین والحرام بین وما بینھما مشتبہات، یحرم علیھم الخبائث انبیاء کرام اسی لیے تشریف لاتے ہیں کہ گندی اور پلید اشیا کی حرمت بیان کر دیں۔

کھانے میں بے اعتدالی کے نقصانات

اور یہ بھی بتا دیا کہ مقصد حیات صرف کھانا پینا نہیں یہ تو بقاء زندگی کا ایک ذریعہ ہے اس میں اعتدال کی تلقین کرتے ہیں کہ کم کھاؤ اگر زیادہ کھایا تو صحت تباہ ہو جائے گی۔ اور ہزاروں قسم کی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی آج تمام امراض کا علاج ڈاکٹر حضرات اولاً قلت طعام سے کرتے ہیں کہ کم کھاؤ۔ روغن کا استعمال کم کر دو۔ گویا تقلیلِ طعام تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ بلڈ پریشر ہو شوگر ہو یا دل کی بیماریاں ہوں سب خوراک کی بے اعتدالی کی وجہ سے ہیں لوگ صرف کھاتے پیتے ہیں۔ بڑی بڑی توندیں ہیں گردنیں موٹی ہو گئیں مقصد حیات صرف کھانا پینا بنا دیا۔ نئی تہذیب والوں کا یہی رویہ ہے۔

کھانے میں اعتدال تمام امراض کا علاج ہے

لیکن اسلام کہتا ہے کہ کھانے کے لیے حدود مقرر کرو پیٹ کا ایک حصہ خالی رکھو۔ حضورؐ کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کے بڑے بڑے طبیب مدینہ میں آئے تاکہ مسلمانوں کا علاج معالجہ کریں اُن کا خیال تھا کہ یہ کمزور اور بیمار ہوں گے۔ انہوں نے

دیکھا کہ یہ تو سب ٹھیک ٹھاک ہیں کسی قسم کی بیماری ان کو نہیں لگتی اور یہ وجہ تھی کہ یہاں لوگ کھانا کم کھاتے ہیں صحابہ کرام کم خوراک استعمال کرتے تھے۔ بعض ادوار تنگی اور سختیوں کے بھی تھے خاص کر جب جہاد کے لیے نکلتے تھے۔ خشک کھجوروں اور پانی سے گزارا کرتے۔

حضورؐ اور صحابہ کرام کے سادہ کھانے

خود حضورؐ کے گھر میں کئی کئی مہینے ہانڈی نہیں پکتی تھی آگ نہیں جلتی تھی ۔ الا الماء والتمر پانی اور کھجور سے بسر اوقات کر لیتے تھے۔ تو صحابہ کرام مٹھی بھر جو اور کھجور کھا کر کام زیادہ کرتے تھے تو وہ اطباء واپس چلے گئے کہ ان کو تو ان کے نبیؐ نے تعلیم ہی ایسی دی ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھانا جس کی وجہ سے بیماری ان کے قریب نہیں آتی۔ المؤمن یاکل فی معاً واحد والکافر یاکل فی سبع امعاء۔ مومن ایک آنت کے برابر کھاتا ہے اور کافر سات۔ آنتیں بھرتا ہے۔

پیٹ کی حکمرانی

آج لوگ لاکھوں کروڑوں روپے جمع کر رہے ہیں اسی پیٹ کی خاطر کہ کہیں فاقوں سے نہ مر جاؤں حد مقرر نہیں۔ ایک عالم نے فرمایا کہ پوری کائنات پر ایک بالشت پیٹ کی حکمرانی ہے۔ جتنے غلط ازم بنے ہیں، اسی پیٹ کی خاطر ہیں۔ حالانکہ فرمایا۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین۔

ترجمہ اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا کہ میری عبادت کیا کریں۔ میں اُن سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے قوت والا نہایت ہی قوت والا ہے۔

وکاین من دآبۃ لا تحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم وھو السمیع العلیم۔

ترجمہ:۔ اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اللہ ہی اُن کو روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے۔

اسلام میں مادہ پرستی اور معدہ پرستی کی گنجائش نہیں

یہ تمام حیوانات نہ کارخانے بناتے ہیں نہ بنک بلکہ ان سب کو اللہ رزق دے رہے ہیں۔ تو رزق ثانوی مسئلہ ہے اولاً عظیم مقصد اس کی عبادت ہے اسلام میں مادہ پرستی اور معدہ پرستی کی نفی ہے کافر تو یاکلون کما تاکل الانعام۔ حیوانات کی طرح کھاتے ہیں۔ یہ کفار کی حالت ہے۔ جس طرح

حیوانات کا کام کھانا پینا اور گھنا ہے۔ وہ متنعمون اور چند دن کے لیے دنیاوی نفع سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

متکبرانہ کھانے کا انداز کی مذمت

لیکن حضورؐ نے ان میں طور طریقے بھی بتا دیئے کہ تکبر کے کھانے سے پرہیز کرو۔ تکبر کے طریقے کھانے میں ترک کردو۔ مثلاً لیٹ کر کھانا یا گاؤ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھایا جائے غرض ہر وہ طریقہ جس کے اندر تکبر ہو اس کی نفی فرمادی۔ اور ان صورتوں سے بھی منع کردیا جن کی وجہ سے پیٹ میں کھانا زیادہ چلا جائے۔ کھاتے وقت بیٹھنے کی مسنون شکلیں ہیں۔ کوئی ایسی شکل اختیار نہ کرے کہ خوراک زیادہ اندر چلی جائے۔ مثلاً آلتی پالتی مار کر (چہار زانو) بیٹھنا یا خوراک سے پلیٹ بھر کر ٹہلتے ہوئے کھانا جیسے کہ آج کل ہوتا ہے۔ یہ بے ادبی اور تکبر کا انداز ہے نیز کھڑے ہو کر کھانے میں آنتیں بالکل کھلی رہتی ہیں۔ تو خوراک زیادہ ہو جائے گی جس کی وجہ سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

کھانے میں تواضع اور انکسار

تو اسلام ہماری صحتوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ دینوی اور اُخروی فوائد کا لحاظ رکھتا ہے۔ بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی پینے کی بھی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ انما انا عبدٌ اکل کما یاکل العبد فرماتے ہیں کہ میں تو ایک بندہ ہوں جس طرح ایک غلام کھانا کھاتا ہے میں اس طرح کھاؤں گا۔ غلام اور نوکر خود کو عاجز سمجھتا ہے۔ مالک کے ساتھ نہیں بیٹھتا آقا کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے اس پہ بہت شکر گزار ہوتا ہے ایسی کیفیت اس پہ طاری ہوتی ہے کہ پتہ چلتا ہے کہ مالک کا بڑا احسان مند ہے۔

سائل کو جو کچھ ملتا ہے کاسۂ گدائی میں ڈال کر بڑی احسان مندی سے کھا کر دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوتا ہے تو حضور فرماتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے غلام ہیں۔ اس کی نعمت کو اس طرح استعمال کریں گے جس طرح ایک غلام اپنے آقا کی نعمت کو کام میں لاتا ہے۔ ہر ذرہ پر شکر گزار رہیں گے۔

کھانے کی ابتداء اور انتہاء کی دعا

کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھیں گے۔ یا کل الاکلۃ کل ویشرب الشربۃ فیحمد اللہ علیھا۔ اللہ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ جو کھایا پیا اس پہ اس کی حمد کی جائے۔ کھانے کے بعد بھی شکریہ ادا کرتا چلا جائے آخر میں پھر دعا پڑھے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین

کھانے کے آداب

اور کیفیت بھی کھاتے وقت عاجزی کی ہو۔ حضورؐ فرماتے اما انا فلا آکل متکئاً کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ اگرچہ حرام نہیں لیکن رسول اللہ فرماتے ہیں کہ

میں اس طریقہ کو پسند نہیں کرتا تو اس کے صحابہ اور پیروکاروں کے لیے یہی کافی ہے کہ جب حضورؐ ایک طریقہ کو پسند نہ فرما دیں تو ان کا ایک امتی کیسے اس کی جرأت کرے گا۔ تو تمام طریقوں سے تکبر، تبختر، کفران نعمت کی نفی فرما دی اگر کھانا گر گیا اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو۔ کھانے کو گندی جگہ نہیں ڈالتا کیونکہ یہ نعمت کی ناشکری ہے۔ اگر آپ کسی مہمان کے سامنے مرغ وغیرہ رکھ دیں وہ کچھ کھائے اور کچھ دور پھینکا دے تو آپ کیا محسوس کریں گے۔ کیا اس مہمان کے اس رویہ کو کوئی پسند کرے گا ہرگز نہیں۔

اسی طرح اللہ جب کسی کو انعامات سے نوازے تو اُن کی ناشکری پر بہت ناراض ہوتے ہیں۔ عاجزی اور بندگی کے اظہار پر خوش ہوتے ہیں حضورؐ سے جب نوالہ گرتا تو اس کو اٹھا لیتے تھے اگر اس پر کوئی گندگی وغیرہ لگی ہوتی تو صاف کر کے اللہ کے شکریہ کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

بہرحال امام ترمذی نے ان فطری امور میں تعیین مقدار اور اعتدال بتلانا چاہا۔ افراط و تفریط سے پرہیز رکھو۔ بالکل بھوکا بھی نہیں رہنا بالکل نہ کھائے خودکشی کرے تو حرام ہے۔

عبادت میں اعتدال

حضور کے پاس ایک عورت آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی بڑی تعریف فرمائی کہ روزے رکھتی ہے ساری رات عبادت کرتی ہے بڑے مجاہدے کرتی ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا میں تو کھاتا بھی ہوں پیتا بھی ہوں اور رات کو نیند اور آرام بھی کرتا ہوں۔ فاقہ کشی تو خودکشی ہے۔ ولعینک علیك حق ولنفسك علیك حق۔ یعنی تجھ پر تیری آنکھ اور تیرے نفس کا حق ہے۔

اگر ایک طالب علم مسلسل مطالعہ کرتا رہے۔ تو استاد اور مصلح اس کو سمجھائے گا بدن کا بھی حق ہے آرام اور نیند بھی کرو۔ تو حضورؐ نے اس عورت کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ جس نے جان جوکھوں میں ڈال رکھی تھی وہی کام کرو جو کر سکو۔ فاقہ کشی تفریط ہے۔ اللہ کے نعمتوں سے ایک دائرہ کے اندر مستفید ہوتے رہو۔ تبتل اسی لیے حرام ہے۔

صوم وصال کی ممانعت

صوم وصال سے منع کیا گیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ روزہ نہ بھی ہو تو رات کو خالی پیٹ نہیں سونا چاہیے۔ بلکہ کچھ کھا کر سویا جائے خالی پیٹ سونے سے صحت کو نقصان پہنچے گا تو صوم وصال سے منع فرمایا کہ ایکم مثلی تم میں سے کون میری طرح ہے۔ مجھے تو اللہ کھلاتا اور پلاتا ہے۔ روحانی طور پر۔ تو اس کے اندر میری اتباع نہ کرو ہر چیز میں بالکل اعتدال ہے۔ تفصیلات ان شاء اللہ آئیں گی۔ اطعمہ طعام کی جمع ہے کھانوں کے بارے میں حضورؐ سے جو کچھ منقول ہے حلت ہو یا حرمت یا کراہت فائدہ کی اشیاء اور نقصان کی سب کا ذکر آئے گا۔ حضورؐ کے

(بقیہ ص ۵۸ پر)